طرف اس کے رد عمل مین بھی اغماض و درگذر اور بے نیازی و وسعت نظری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زندگی کے لا ینحل مسائل کو خندہ استہزا مین اڑا دینے پر تل جاتا ہے —

غور کرین تو مرزا غالب بھی ایک ایسے ہی خوش باش فلاسفر کی طرح ہین جو جذبات و حادثات کے پر زور طوفانون سے گزر کر ایک ایسے بلند ٹیلے پر پہنچ چکا ہو جہان سے وہ ایک تبسم زہر لب کے ساتھ گزرتے ہوئے کاروان کو انتہائی اطمینان سے دیکھ سکے — غالباً اسی لئے کلام غالب مین خندہ دندان نما کی بجائے ایک ہلکی سی یاس انگیز کیفیت مزاح سے گلے ملتی ہوئی نظر آتی ہے :—

دونون جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یان آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کرین

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

غالب گر اس سفر مین مجھے ساتھ لے چلین
حج کا ثواب نذر کرون گا حضور کی

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون
مین جانتا ہون جو وہ لکھین گے جواب مین